(شمارہ نمبر ۱۶) ماہ ربیع الثانی ۱۴۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء

سرپرست اعلیٰ

مفتی اہل سنت حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی قادری دامت برکاتہم عالیہ

بزم عروج اسلام

جامع مسجد فاروق اعظم بلاک ۱۳ مفتی وقار الدین اسٹریٹ
گلستان مصطفےٰ ایف بی ایریا کراچی 75950 پاکستان

اپنے بزرگوں کی تعلیمات اور ان کے عقائد کا بھی وقتاً فوقتاً ان کے سامنے ذکر کرتے رہا کریں تا کہ ان کے ذہن میں اہل سنت وجماعت کے عقائد اچھی طرح سما جائیں اور اسی طرح اپنے عطیات ان کے اداروں (بد مذہبوں) میں دینے سے احتراز کریں' نہ صرف خود بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور اپنے دوستوں و احباب اور اپنے زیر اثر افراد کو بھی اس سے آگاہ کریں- مساجد اہل سنت و جماعت کے منتظمین و اراکین کی ذمہ داری بھی اس اعتبار سے کچھ کم نہیں' اس لیے کہ مسجد ایک مرکزی ادارے کی حیثیت رکھتی ہے- مسجد کا امام جن صفات اور جس کا فکر کا حامل ہوگا اس کے اثرات اس علاقے کے لوگوں پر مرتب ہوں گے -لہٰذا ضروری ہے کہ مساجد کے امور کی ذمہ داری جن لوگوں کے سپرد کی جاتی ہے ان پر لازم ہے کہ وہ امام' موذن' خادم اور مدرس کا تقرر کرتے وقت اچھی طرح ان کے بارے میں تحقیق کر لیں' کہ انہوں نے کسی صحیح مستند سنی ادارے سے تعلیم حاصل کی ہے کہ نہیں اور ان کا تعلق مسلک حق اہل سنت وجماعت بریلوی سے ہے کہ نہیں-جب تک سنی اداروں سے ان کے بارے میں تصدیق کر کے اطمینان حاصل نہ کر لیں' اس وقت تک انکا تقرر نہ کریں-اپنے ہاں تقاریر' محفل نعت' جلسے وغیرہ میں بھی جس کو مدعو کریں اس کے بارے میں مذکورہ بالا باتوں کو ملحوظ رکھیں-ان تمام باتوں پر عمل کر کے ہی ہم اہل سنت باطل کے فتنوں سے بچ سکتے ہیں اور اپنے نظریات و معتقدات کی حفاظت کر سکتے ہیں-اللہ رب العزت اہل سنت کی حفاظت فرمائے۔

عہدِ فاروقی میں عدل وانصاف اور مساواتِ انسانی

تحریر: حضرت علامہ قاری محمد یٰسین چوہان رحمۃ اللہ علیہ

فخرِ انسانیت، محسنِ اسلام، علمبردارِ عدل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف ضرب المثل بن چکا ہے۔ عدل کے معنی برابری اور مساوات کے ہیں شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں عدل کہتے ہیں لوگوں کے جائز حقوق ان تک پہنچا دینے کو۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جس طرح حقوق انسانی کی ادائیگی کو روبہ عمل لایا گیا اور عدل وانصاف کی تقاضوں کو پورا کیا گیا۔ تاریخ انسانی میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ آج کے دور میں بھی اہلِ

جمہوری ممالک اپنے آئین وضع کرتے ہیں جن میں لوگوں کے بنیادی حقوق کا تعین کیا جاتا ہے لیکن یہ حقوق اس وقت تک لوگوں کو حاصل نہیں ہوتے جب تک ان کے عملی نفاذ کی صورت نہ پیدا کی جائے۔ نہ جانے کتنے ایسے لوگ ہیں جو بے گناہ ہو کر بھی ناکردہ گناہوں کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو ظالم افراد کے ہاتھوں لٹ کر زندگی کے اثاثہ سے محروم ہو جاتے ہیں لیکن مجرموں کو ان کے کئے کی سزا نہیں ملتی اور مظلوموں کی فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ شرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت ہی کو حاصل ہے کہ آپ نے نہ صرف انسانوں کے جائز حقوق تسلیم کئے بلکہ عملی طور پر ان کا نفاذ بھی ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دس سالہ دور حکومت میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا کہ کسی کے ساتھ ظلم ہوا ہو اور اس کی دادرسی نہ کی گئی ہو۔ مظلوم کی دادرسی کا یہ واقعہ بھی کتنا قابل توجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے ایک بار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے نے ایک مصری شخص کے ساتھ دوڑ لگائی تو وہ مصری شخص آگے نکل گیا۔ صاحبزادے کو غصہ آیا اور وہ اس مصری شخص کو کوڑے مارنے لگا۔ مصری اس ظلم کی فریاد لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فریاد کی کہ مجھے گورنر کے بیٹے نے ناحق کوڑے مارے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمان نافذ کیا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ فرمان فاروق پاکر گورنر مع بیٹے کے حاضر ہوئے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مصری کو حکم دیا کہ کوڑا لے اور اپنے مارنے والے کو مار۔ اس نے بدلہ لینا شروع کیا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے کہ مار اپنے مارنے والے کو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس نے اس قدر مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ کاش اب ہاتھ اٹھا لے۔ جب مصری فارغ ہوا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب یہ کوڑا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی چندیا پر مار۔ خدا کی قسم اس کا بیٹا تجھے ہرگز نہ مارتا اگر اسے باپ کا گھمنڈ نہ ہوتا۔

مصری نے عرض کیا یا امیر المومنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھ کو مارا تھا اس سے میں بدلہ لے چکا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھ کو خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف فرمادیا۔ (الامن والعلی صہ ۲۴۵)

آپ احتساب عمال کے سلسلے میں بڑے سخت گیر تھے۔ حکام اور گورنروں کے احتساب کا یہ عالم تھا کہ ماتحت گورنر جو مختلف ملکوں میں مرکزی خلافت کے نمائندے تھے آپکی ہیبت سے تھر تھر کانپتے تھے عیاض بن غنم (حاکم مصر) کے متعلق رپورٹ پہنچی کہ وہ ریشم پہنتا ہے اور دربان رکھتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ عیاض کو جس حالت میں پاؤ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لاؤ۔ چنانچہ عیاض کو گرفتار کر کے امیر المومنین کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اُسے بال کے کمبل کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ایک گلہ اُسکے حوالہ کیا اور فرمایا کہ تم انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو۔ جاؤ اور بکریاں چرایا کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے حاکموں اور گورنروں سے عہد لیا کرتے تھے کہ وہ کبھی ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہونگے، باریک کپڑا نہیں پہنیں گے، چھنا ہوا آٹا نہیں کھائیں گے، دربان نہیں رکھیں گے اور حاجت مندوں کے لئے دروازہ کھلا رکھیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب کسی حاکم میں عیش پسندی کی بو پاتے تو فوراً اس کو معزول کر دیتے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس معاشرے کا ایک معمولی فرد بھری مجلس میں امیر المومنین پر اعتراض کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس کو خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک بدوی اٹھا اور کہنے لگا "نہ سنتا ہوں نہ اطاعت کرتا ہوں" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں؟ تو بدوی نے جواب دیا کہ جو چادریں یمن سے آئی تھیں تو ان میں سے سب کے حصے میں ایک ایک چادر آئی تھی۔ آپ نے اپنے حصے کی چادر سے کرتہ بنوالیا۔ لیکن آپ کا قد لمبا ہے ایک چادر سے آپ کا کرتہ نہیں بن سکتا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے حصے سے زائد لے لیا

ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بات کا جواب میرا بیٹا دے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کہا کہ چونکہ میرے والد کا کرتہ ایک چادر سے نہ بنتا تھا اس لئے میں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو دے دی اس طرح ان کا کرتہ پورا ہو گیا۔ یہ سن کر بدوی اُٹھا اور کہا الا ن اسمع واطیع یعنی "اب سنتا ہوں اور اطاعت کرتا ہوں"۔

قارئین! کتنے تعجب کی بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ معترض کا اعتراض سن کر قطعاً ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ تو نے پہلے ہی سے کیوں کہہ دیا کہ نہ سنتا ہوں اور نہ اطاعت کرتا ہوں حالانکہ تجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اعتراض درست ہے یا غلط۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا فرض سمجھا کہ بدوی کی تسلی کی جائے کہ خلیفہ کی طرف سے کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔ معترض کا اعتراض بھی محض اعتراض نہیں تھا بلکہ وہ چاہتا تھا کہ انصاف ہو جائے اور جب اس کی تسلی ہو گئی کہ انصاف ہو رہا ہے تو فوراً اطاعت قبول کر لیتا ہے سبحان اللہ! کیسا جنت نظیر معاشرہ تھا وہ حاکم ہو تو فاروق اعظم جیسا اور محکوم ہو تو بدوی جیسا۔

یہ تو حال تھا اس معاشرے کا اور اگر اس معاشرے کے حالات کا موازنہ پاکستان کے حالات سے کیا جائے تو بلا خوف تردید کہنا پڑتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تو معمولی سا زائد کپڑا لینے پر اعتراض کیا جا سکتا تھا لیکن پاکستان میں اگر کوئی صاحب اختیار و اقتدار سرکاری خزانے سے کروڑوں بلکہ اربوں روپے لے لے تو کسی پاکستانی شہری کو یہ حق نہیں کہ وہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکے۔ بیت المال کا معنی ہے "مال کا گھر" لیکن ہمارے صاحبان اقتدار شاید اس کو "گھر کا مال" سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرکاری خزانے کو بجائے عوام الناس کی فلاح و بہبود کے اپنے ذاتی مفاد پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے۔ ہمارے صاحبانِ اقتدار کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مینارۂ نور ثابت ہو سکتا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے علاج کے لئے ایک دفعہ شہد کی ضرورت پڑی اور شہد بیت المال میں موجود تھا تو آپ نے مجلس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ شہد آپ لوگوں کا ہے اگر اجازت دیں تو میں اپنے علاج کے لئے اس میں سے لے لوں۔ لوگوں نے اجازت دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہد استعمال کیا۔